6۔ برسات

اختر شیرانی (۱۹۰۳ء۔۱۹۴۸ء)

تعارف: اختر شیرانی کا اصل نام محمد داؤد خاں تھا، جب کہ ادبی نام اختر شیرانی سے مشہور ہوئے۔ اردو زبان کے نامور محقق پروفیسر محمود شیرانی کے گھر ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ اختر شیرانی نے تعلیم سے راہِ فرار اختیار کی اور عشق اور عورت کے حسین آنچل میں پناہ لی۔

؎ غرض جب تک یہ دنیا ہے اور اس کی خوش نمائی ہے
ہماری زندگی پر صرف عورت کی خدائی ہے

رومانوی دھند میں لپٹا یہ شاعر اپنے ذہن میں کئی محبوبائیں چھپائے ہوئے ہے۔ اختر شیرانی کی عطا یہ ہے کہ جیتی جاگتی عورت کو اردو نظم میں اہم موضوع کی حیثیت دی۔ رسالہ ''انتخاب''، ''خیالستان'' اور ''رومان'' بھی نکالے ان کی مشہور تصانیف ''صبح بہار''، ''لالہ طور''، ''طیور آوارہ'' اور ''نغمہ حرم'' ہیں۔ کثرتِ مئے نوشی کی وجہ سے ۱۹۴۸ میں وفات پائی۔

خلاصہ: (سرگودھا 2013ء)

معروف شاعرِ رومان اختر شیرانی برسات کے منظر کی دل کش حقیقی نقشہ آرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بجلی کی گرج نیلے بادلوں اور آسماں پر تھرتھراہٹ پیدا کر رہی ہے۔ باغ میں رنگا رنگ پھول برسات کے قطروں کی قبا اوڑھے ہوئے ہیں۔ سارا ماحول پانی کی فراوانی میں دل فریب سمندر کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ وادیاں، کوہسار، چمن اور پھولوں کی مسکراہٹوں میں ولربا سماں پیش کر رہے ہیں۔ ایسے میں بجلی کی چمک یہ پیغام دے رہی ہے کہ ابھی بارشوں کا سلسلہ مزید جاری رہے گا۔ نظم شاعرانہ پیکر تراشی، مبالغہ آمیزی اور حسین ولطیف منظر کشی کا عمدہ مرکب ہے۔

اشعار کی تشریح

(1) گھٹاؤں کی نیلی فام پریاں، اُفق پہ دُھوم مچا رہی ہیں ہواؤں میں تھرتھرا رہی ہیں، فضاؤں کو گدگدا رہی ہیں

حلِ لغت: گھٹا: مختلف رنگ کے گہرے بادل — نیلی فام: نیلے رنگ کی
اُفق: آسمان کا کنارہ، مشرق کی جانب جہاں زمین اور آسمان ملتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں
دھوم مچانا: ہنگامہ بپا کرنا، شور مچانا — تھرتھرانا: رقص کرنا، حرکت کرنا — گدگدانا: چھیڑنا، چھیل کرنا

مفہوم: آسمان پر گھٹائیں اس طرح چھائی ہوئی ہیں گویا کہ نیلی پریوں نے ہنگامہ بپا کر رکھا ہو اور ہوا میں رقصاں یہ پریاں فضاؤں میں چھیڑ چھاڑ کر رہی ہیں۔

تشریح:

اُردو زبان کے ارتقاء سے متعلق تحقیقی نظریہ ''پنجاب میں اُردو'' پیش کرنے والی شخصیت حافظ محمود شیرانی کے صاحب زادے ''اختر شیرانی'' نے اپنی مشہور نظم میں برسات کی عکاسی کی ہے۔

جون، جولائی کے مہینوں میں ہمارے ملک میں گویا آگ برستی ہے۔ درجہ حرارت بعض اوقات 53 C تک چلا جاتا ہے۔ زمیں کسی بھٹی کی طرح پک رہی ہوتی ہے۔ عروج آفتاب کے وقت تو انسانوں کا باہر نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جانور درختوں تلے حبس زدہ سائے میں دُبک جاتے ہیں۔ سخت درجہ حرارت کی وجہ سے اور فرق ارتکاز کی وجہ سے عمل ٹرانسپائریشن خطرناک حد تک بڑھ جاتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ پودوں کا مرجھا جانا ہوتا ہے۔ سخت جھلسا دینے والی ہوا انسانوں پر آگ کے شعلوں کی طرح اثر

اندازہوتی ہے۔ الغرض اس تمام موسمی شدت کی وجہ سے گلیاں ویران ہو جاتی ہیں اور ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے۔ ایسے میں رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور پانی اور سائے کے طور پر بادل نمودار ہوتے ہیں۔ بقول شاعر:

وہ دیکھو اُٹھی کالی کالی گھٹا

ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا

تشریح طلب شعر میں اختر شیرانی کہتے ہیں کہ گھنگھور گھٹاؤں نے آسمان پر تہلکہ مچا رکھا ہے اور یہ گھٹائیں یوں لگتا ہے گویا پریوں کے غول کے غول افق سے پرواز بھر رہے ہوں۔ یاد رہے کہ گھٹائیں اکثر سیاہ ہوتی ہیں اور کبھی کبھی سرمئی بھی۔ لیکن نیلی گھٹائیں شاذ و نادر ہی آسماں پر آتی ہیں۔ یہاں سیاہ اور سرمئی رنگ پریوں کے ساتھ نہیں لگایا جاسکتا تھا کیوں کہ سیاہ اور سرمئی رنگ خوب صورتی کے عکاس نہیں ہوتے جب کہ ہلکا نیلا رنگ خوبصورتی کا عکاس ہوتا ہے۔ اس لیے شاعر نے شعری ضرورت کے تحت نیلی گھٹاؤں کا لفظ استعمال کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ افق پر یہ گھٹائیں چشمِ انسانی کے لیے باعث فرحت ہیں، جو حسین پریوں کی مانند دکھائی دے رہی ہیں۔ بقول اختر شیرانی:

نیلگوں پریاں افق میں، پر ہیں پھیلائے ہوئے

بال بکھرائے ہوئے

یا امنڈ آیا ہے ساون میں بہاروں کا ہجوم

ابر پاروں کا ہجوم

دوسرے مصرعے میں شاعر نے کہا ہے کہ ان گھٹاؤں نے ہواؤں میں دھومیں مچادی ہیں اور فضاؤں کی خاموش تاروں کو چھیڑ دیا ہے اور حبس زدہ پُرسکوت ماحول میں ہلچل طاری کر دی ہے۔ ان گھٹاؤں (بادلوں) نے کیسے ہواؤں کو تھرایا ہے؟ یہ بات بادلوں کی تشکیل سے سمجھ آسکتی ہے۔ پانی جب سمندروں یا دریاؤں سے بخارات بن کر اُڑتا ہے یا بادل نیچے اترتے ہیں تو پانی بخارات کی شکل میں اوپر اُٹھتا ہے۔ ہوا گیسوں کا مجموعہ ہے۔ جوں ہی یہ پانی کے بخارات اوپر اُٹھتے ہیں۔ یہ گیسوں کے ذروں کو پرے دھکیلتے ہیں۔ کیوں کہ پانی کے بخارات بہ نسبت مجموعۂ ہوا کم مرتکز ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں اوپر اٹھنے اور ہوا کے مالیکیولز کو دھکیلنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ اس طرح یہ ہوا مالیکیولز پرے دھکیل کر ہوا میں خلا پیدا کرتے ہوئے بادلوں سے جاملتے ہیں اور بادلوں میں پانی بھر جاتا ہے۔ لیکن جوں ہی یہ پانی بادلوں سے ملتا ہے تو ہوا میں خلا پیدا ہو جاتا ہے یہ خلا پُر کرنے کے لیے قریب کی ہوا تیزی سے اس کی طرف بڑھتی ہے جس سے ہوا میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ اختر شیرانی کا یہی مطلب ہے کہ اس طرح گھٹاؤں نے ہوا کو تھرتھرا کر اُن میں ارتعاش یا زلزلے کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے اور ہوا کے دَل کے دَل حرکت کر رہے ہیں۔ بقول الطاف حسین حالی:

اک شور ہے آسماں پہ برپا	برسات کا بج رہا ہے ڈنکا
اور پیچھے ہیں دَل کے دَل ہوا کے	ہے ابر کی فوج آگے آگے

شاعر نے گھٹاؤں کی تخلیق اور اُن سے پیدا ہونے والی کیفیات کو نہایت موثر انداز میں بیان کیا ہے۔

(2) چمن شگفتہ، دمن شگفتہ، گلاب خنداں، سمن شگفتہ بنفشہ و نسترن شگفتہ ہیں، پتیاں مسکرا رہی ہیں

(بہاول پور 2008)

حل لغت:

چمن: پھولوں کا باغ — دمن: پہاڑ کا دامن، دو پہاڑوں کے درمیان وادی

شگفتہ: کھلا ہوا، تر و تازہ — خنداں: ہنستا ہوا، مسکراتا ہوا — سمن: چنبیلی، یاسمین

بنفشہ: ایک خوشبودار پھول — نسترن: سفید رنگ کا خوشبودار پھول جسے سیوتی بھی کہتے ہیں

مفہوم:

برسات نے باغ کا ماحول انتہائی خوش گوار بنا دیا ہے۔ گلاب، یاسمین، بنفشہ اور نسترن شگفتہ ہو گئے ہیں اور

پھولوں کی پتیاں بھی مسکرا رہی ہیں۔

تشریح:

موسم برسات سے قبل پڑنے والی آتشیں گرمی ہر ذی روح اور جاندار کو جھلسا دیتی ہے۔ فصلیں، پھول، پودے اور جھاڑیاں وغیرہ ہر چیز گرمی سے شدید اثر قبول کرتی ہے۔ باغ کی رونق کم ہو جاتی ہے۔ گل و شجر مرجھاتے ہیں اور دوسرا لوگوں کا ہجوم نہیں رہتا۔ گلاب کی پتیاں بھی ڈھلک جاتی ہیں۔ چنبیلی کے ننھے ننھے شگوفے بھی اُداس ہو جاتے ہیں اور سیوتی کا پھول بھی تر و تازہ نہیں رہتا۔ لیکن جوں ہی آسمان پر گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور بارش برستی ہے تو گویا حالت نزع میں گئے ہوئے جان دار دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ پھول اور پھولوں کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ پھولوں میں مرجھاؤ جو پیدا ہوا تھا وہ پھر سے فرقِ ارتکاز کے کم ہونے کی وجہ سے اور تناؤ (ٹرگر پریشر) کے بڑھنے کی وجہ سے غائب ہو گیا ہے اور بارش برسنے سے ہر شے خوش گوار ہو گئی ہے کہ:

فضاؤں میں آ گئی ہے روانی　　　برسات کی رُت ہے کیا سہانی

شاعر بیان کرتا ہے کہ باغ میں پھر سے رونق آ گئی ہے۔ تمام پھول تر و تازہ اور رنگوں میں نکھار پیدا ہو گیا ہے۔ گلاب کی سُرخ سُرخ پتیاں جو گرمی کی وجہ سے جھلس کر گر رہی تھیں پھر سے تن گئی ہیں اور پہاڑوں پر اُگے ہوئے خودرو پھول بھی مسکرا رہے ہیں۔ چنبیلی کے حسن میں تر و تازگی اور خوش بو میں زیادتی پیدا ہو گئی ہے اور برسات کے اس منظر سے کلیاں بھی کما حقہ لطف اندوز ہو کر مسکرا رہی ہیں۔ ارغوانی رنگ کے پھول جو جڑی بوٹیوں پر اُگتے ہیں جنھیں عرفِ عام میں ہم گُلِ بنفشہ کہتے ہیں، بھی جان دار ہو گئے ہیں اور اُن کے رنگِ ارغواں میں بھی شدت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ سیوتی کا سفید رنگ کے خوشبودار پھول سے بھی خوشی کے آثار نمایاں ہیں اور اس کی خوش بو اس قدر نمایاں ہو گئی ہے کہ انسان کے رگ و پے میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔ اور اس برسات کے منظر سے تمام پتے اور پتیاں شگفتہ ہو گئی ہیں کیوں کہ برسات سے گرمی کی شدت زائل ہو گئی ہے اور نیم مردہ پودوں کو نئی زندگی نصیب ہوئی ہے۔ الغرض برسات سے ہر چیز صاف ستھری اور دھل گئی ہے۔ بقول شاعر:

منھ دھلاتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی　　　کوہساروں کا، خیابانوں کا، گلزاروں کا

(3) یہ مینہ کے قطرے مچل رہے ہیں، کہ ننھے سیارے ڈھل رہے ہیں　　　اُفق سے موتی اُبل رہے ہیں، گھٹائیں موتی لٹا رہی ہیں

(بہاولپور 08، ملتان 07 لاہور 07، ڈی جی خان 06)

حلِ لُغت:

ڈھلنا: آہستہ آہستہ نیچے اترنا　　　ننھے سیارے: حرکت کرنے والے اجسام فلکی یہاں مراد ہے بارش کے قطرے

اُفق: آسمان کا کنارہ، مشرق کی سمت جہاں زمین و آسماں ملتے ہیں　　　اُبلنا: نمودار ہونا

موتی لٹانا: دولت بکھیرنا، موتی بکھیرنا

مفہوم:

مینہ کے قطرے اس انداز سے اُتر رہے ہیں کہ لگتا ہے جیسے سیارے نیچے آ رہے ہوں۔ اُفق سے گھٹائیں موتیوں کی دولت نچھاور کر رہی ہیں۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر نے برسات کا حسین منظر پیش کیا ہے کہ آسمان پر چھائی ہوئی گھٹاؤں نے اب برسنا شروع کر دیا ہے۔ شاعر نے بارش کے قطروں کو مچلتا ہوا کہا ہے۔ یعنی نہایت پُر جوش انداز میں نیچے اُتر رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ بارش کے یہ قطرے ابر پاروں سے نیچے اُترنے کے لیے بے چین ہیں اور جدوجہد و کوشش

ہیں۔ شاعر نے نہایت خوبصورت انداز میں قدرتی منظر کی عکاسی کی ہے۔ یہ قدرتی مناظر انسان کے دل کو مسحور کر دیتے ہیں۔
بقول شاعر:

حق تو یہ ہے کہ قدرتی منظر — کچھ عجب دل پہ ڈالتے ہیں اثر

مزید برآں شاعر نے ان بارش کے قطروں کو ننھے سیارے کہا ہے۔ سیاروں کا استعارہ بارش کے قطروں کے لیے میں موزوں ہے۔ کیوں کہ دونوں میں تشبیہ کا تعلق موجود ہے۔ سیارے اور بارش کے قطرے دونوں ہی بے نور ہوتے ہیں یعنی روشنی کے انعکاس سے قاصر ہوتے ہیں۔ دونوں ہی گول شکل کے ہوتے ہیں۔ اور دونوں ہی (Gravity) کشش ثقل کے تحت حرکت کرتے ہیں۔ اس لیے شاعر نے کہا ہے کہ یہ بارش کے قطرے یوں لگتا ہے کہ ننھے ننھے سیارے نیچے اتر رہے ہیں۔ یہ منظر نہایت حسین اور جاذب نظر ہے۔ بقول شاعر:

مسکراتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی — جی لبھاتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی

دوسرے مصرعے میں شاعر بتاتا ہے کہ افق سے بارش کے ننھے ننھے موتی لڈے چلے آ رہے ہیں اور یہ گھٹائیں یوں لگتا ہے جیسے زمین کی طرف موتی لٹا رہی ہیں۔ ''موتی'' کا لفظ یہاں جامع مفہوم ادا کر سکتا ہے۔ ایک تو یہی کہ موتی سے مراد سادہ گول بارش کے قطرے ہیں۔ دوسرا مفہوم اگر موتیوں کو خزانے کے تناظر میں دیکھا جائے کہ ان بارش کے قطروں کے گرنے سے فصلیں پیدا ہوں گی جو انسان کے لئے رزق اور دولت (خزانے) دونوں کا باعث ہوں گی۔ گویا گھٹائیں بارش کے قطروں کی صورت میں موتی (دولت) لٹا رہی ہیں۔ موتیوں سے تشبیہ دینے کا تیسرا مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح انسان قیمتی موتیوں کو دیکھ کر ہشاش بشاش ہو جاتا ہے اسی طرح ان بارشوں کے قطروں نے بھی فصلیں، پودے، پھول اور انسان ہر چیز کو ہشاش بشاش کر دیا ہے اور ہر چیز پر بہار سی چھائی ہے۔ بقول شاعر:

فضاؤں میں بہار آنے لگی ہے — خوشی ہر چیز پر چھانے لگی ہے

(4) نہیں ہے کچھ فرق بحر و بر میں، کھنچا ہے نقشہ یہی نظر میں — کہ ساری دنیا ہے اک سمندر، بہاریں جس میں نہا رہی ہیں

(بہاول پور 08، ملتان 07، ڈی جی خان 06)

حل لغت: بحر و بر: سمندر و خشکی — کھنچا ہے نقشہ یہی نظر میں: یوں نظر آتا ہے

مفہوم: یوں نظر آ رہا ہے کہ گویا سمندر اور خشکی میں کوئی فرق نہیں رہا ہر طرف پانی ہی پانی ہے جیسے سمندر ہو جس میں بہاریں نہا رہی ہیں۔

تشریح:

زیر تشریح شعر میں شاعر نے بارش برسنے کے بعد کے منظر کی دل کش عکاسی کی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ بارش کچھ اس کثرت سے ہوئی ہے کہ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ گویا برسات کی شدت بہت زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ شدت کہ شاعر جدھر بھی نظر اٹھاتا ہے اُسے پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا شاعر کہتا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خشکی اور تری کا فرق ختم ہو گیا ہے اور ساری زمین برابر ہو کر ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ تین چوتھائی حصہ تو زمین کا پہلے ہی سمندر پر مشتمل ہے۔ باقی ایک چوتھائی جو بچتا ہے وہ اس برسات نے ختم کر دیا ہے اور اب تو ساری زمین ہی سمندر کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ گھر کے اندر، باہر، کھیتوں میں باغات میں گلشن میں، نخلستانوں میں، بیابانوں میں، صحراؤں میں اور ویرانوں میں ہر جگہ پر پانی ہی پانی دکھائی دے رہا ہے۔ ایک اور شاعر نے اس سے ملتی جلتی مبالغہ آمیز کیفیت کا یوں اظہار کیا ہے:

پانی کھیتوں میں، پانی گلشن میں　　پانی چھت پر ہے، پانی آنگن میں

بارشوں کی کثرت نے ہر شے کو غسل دے دیا ہے۔ ہر چیز جوبن پر ہے۔ اس سے قبل گرمی سے تباہ و برباد باغات کا حسن تباہی کے دہانے پہنچ چکا تھا، لیکن اب بارش کے بعد ہر طرف کی کایا پلٹ گئی ہے۔ اس برسات کے نتیجے میں بہار کا سماں پیدا ہو گیا ہے۔ ایک تو پودے صاف شفاف ہو گئے ہیں۔ دوسرا اُن کے شگوفے اور غنچے تر و تازہ ہو کر کھل اُٹھے ہیں۔

پودے ہوں کہ وہ پتے دھل گئے ہیں　　اور غنچوں کے منہ بھی کھل گئے ہیں

غنچوں کے کھلنے کا موسم بہار کا ہوتا ہے اسی لیے شاعر نے کہا کہ اب اس برسات کے نتیجے میں بہار لوٹ آئی ہے۔ بہار کی طرح ہر طرف ہریالی اور رنگا رنگ پھول، صاف شفاف فضا، معطر ہوا اور بھینی بھینی خوشبو والی ہوا چلے گی۔ الغرض یہ دنیا ایک سمندر ہے جس میں بہاریں گاتی، مچلتی، جھومتی، ناچتی اور نہا رہی ہیں۔ بقول شاعر:

جدھر بھی دیکھو ہے پانی پانی، عجب سا اک سماں ہے چھایا　　بہاریں آئی ہوئی ہیں ہر سو، فضائیں جھولا سا جھولتی ہیں

اور زمین پر ہر طرف چہل پہل اور رونق کا سا سماں ہے۔ بقول شاعر:

آسماں پر چھا رہے ہیں بادل　　اور زمیں پر ہے ہر طرف جل تھل

(5) چمن ہے رنگیں، بہار رنگیں، مناظرِ سبزہ زار رنگیں　　ہیں وادی و کوہسار رنگیں، کہ بجلیاں رنگ لا رہی ہیں

حل لغت: سبزہ زار: گھاس کا میدان　کوہسار: طویل پہاڑی سلسلے　رنگیں: سجی ہوئی، خوبصورت
رنگ لانا: خوبصورت لگنا، اچھا نظر آنا، اثر دکھانا، پھل لانا، نتیجہ نکالنا

مفہوم: برسات نے ماحول اتنا پرکشش بنا دیا ہے کہ چمن، سبزہ زار کے مناظر، وادیاں اور طویل پہاڑ سب نہایت خوبرو نظر آ رہے ہیں۔

تشریح:

برسات کے بعد موسم انتہائی خوش گوار ہو جاتا ہے۔ برسات سے ہر چیز دھل جاتی ہے اور نکھر جاتی ہے۔ مزید یہ کہ گرمی کی شدت بھی ختم ہو جاتی ہے، جس سے یہ پودے مزید خوب صورت دکھائی دیتے ہیں۔ باغوں کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ تمام پودے صاف شفاف ہو جاتے ہیں، اس لیے ان کے رنگ نکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ ان خوب صورت اور شفاف رنگوں کی بھرمار نے چمن کو نہایت پرکشش اور دل آویز بنا دیا ہے اور اس سماں نے بڑی پرکشش بہار کا نقشہ پیش کر رکھا ہے۔ جس طرح مناظرِ فطرت بہار میں جوبن پر ہوتے ہیں اسی طرح اب برسات کے بعد بھی قدرتی اشیا کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ شاعر مزید کہتا ہے کہ سبزہ زاروں کے مناظر یعنی سرسبز میدانوں اور سرسبز پودوں کے مناظر بھی نہایت دل کش بن گئے ہیں۔ ان کی ہریالی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور پہلے جو سبزہ زرد سا ہوا جا رہا تھا وہ اب پھر سبز قبا اوڑھ رہا ہے۔ بقول شاعر:

یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا　　کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا

دوسرے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ وادیوں اور پہاڑی سلسلوں پر بھی پھولوں کا ہجوم اور سبزے کی بھرمار ہے۔ برسات کے نتیجے میں باغوں، سبزہ زاروں، وادیوں اور پہاڑوں پر ہر طرف نور کی سی کیفیت ہے اور بقول شاعر:

پھولوں میں بسی ہوئی فضا ہے　　خوشبو سے لدی ہوئی ہوا ہے

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جو حسن و جوبن پودوں، گلوں اور سبزے کو بارش کے پانی سے نصیب ہوتا ہے وہ عام پانی سے نہیں ہوتا۔ آخر کیوں؟ اس کی بیشتر وجوہ ہیں۔ در اصل بارش کا پانی زیادہ مفید

برستا ہے لہٰذا اس میں جراثیم اور آلودگی نہیں ہوتی ہے (کیوں کہ جراثیموں اور آلودگی میں بخارات میں تبدیل ہونے کی صلاحیت نہیں ہوتی) دوسری اصل وجہ یہ ہے کہ بارش کا گرتا ہوا پانی آکسیجن O_2 (ایک گیس جو پودوں کے لیے ضروری ہوتی ہے) ہوا میں سے جذب کرتا ہے۔ مزید برآں یہ پانی ہوا میں موجود آکسیجن (O_2) اور نائٹروجن (N_2) اور ہائیڈروجن (H_2) کو حل کر کے نائٹرائیٹ، نائٹریٹ اور یوریا وغیرہ بھی بناتے ہیں جو پودوں کی نشوونما کو دس گنا زیادہ کر دیتے ہیں۔ چناں چہ جوں ہی پودے یہ پانی جذب کرتے ہیں ان کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ بقول جاوید انجم لائل پوری:

مینھ کے پانی میں طاقت اللہ نے　　　عام پانی سے بڑھ کے رکھی ہے

دوسرے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ بجلیوں کے کڑکنے سے یہ بہار پیدا ہو رہی ہے۔ بجلیوں کے کڑکنے سے بہار کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟ بالکل وہی طریقہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ آکسیجن، نائٹروجن اور ہائیڈروجن کے ملنے سے یوریا اور نائٹریٹ وغیرہ بنتے ہیں۔ لیکن اس عمل کے لیے توانائی چاہیے ہوتی ہے جو بجلی کے کڑکنے کی صورت میں ملتی ہے۔ چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ پودوں کی رعنائی، گلوں کی دل کشی، سبزہ زاروں کی دل فریبی اور فطرت کے جوبن کے پیچھے بجلیوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ گویا بجلیوں کی مسکراہٹ چمن میں مسکراہٹیں بکھیر رہی ہے۔ بقول شاعر:

بجلی چھپ چھپ کے مسکرانے لگی　　　لو گھٹا وہ افق پہ چھانے لگی

(6) چمن میں اختر بہار آئی، لہک کے صوتِ ہزار آئی　　　صبا گلوں میں پکار آئی، اُٹھو گھٹائیں پھر آ رہی ہیں

حل لغت:

پکار: آواز　　صوتِ ہزار: بلبل کی آواز　　لہک کر: جھوم کر

صبا: صبح کے وقت چلنے والی ٹھنڈی ہوا

مفہوم: برسات کے موسم سے اے اختر چمن میں بہار آ گئی ہے۔ ٹھنڈی ہوا بلبل کی یہ آواز گلوں تک پہنچا رہی ہے کہ اٹھو تیار ہو جاؤ۔ برسات پھر آ رہی ہے۔

تشریح:

شاعر نے زیرِ تشریح شعر میں اپنا تخلص استعمال کرتے ہوئے بہار کا ذکر کیا ہے کہ چمن و دمن میں شگفتگی چھائی ہوئی ہے۔ گلاب کے پھول کی تروتازگی اور کثرت کو دیکھ کر اس کے عاشق بلبل خوش ہو رہے ہیں۔ ایک تو بلبلوں کو برسات کی خوشی ہے اور دوسرا پھولوں کی اتنی کثرت نے اُن پر ہیجان طاری کر دیا ہے۔ چناں چہ اس منظر سے متاثر ہو کر بلبل نے اپنی آواز میں لہک کر گیت گانے شروع کر دیے ہیں اور پرجوش آواز میں نغمہ سرائی شروع کر دی ہے۔ ان بلبلوں نے یہ اعلان شروع کر دیا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ بادل پھر امڈ رہے ہیں، ننھے سیارے پھر ڈھلیں گے، برسات پھر ہوگی اور بجلیاں بھی کڑکیں گی۔

دوسرے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ اُن کا یہ پیغام گلوں تک صبا لے جا رہی ہے۔ یعنی بلبل کی آواز ہوا کے بل بوتے پر گلوں تک پہنچ رہی ہے۔ دراصل آواز لانگی چوڈنل کمپریسو ویوز پر مشتمل ہوتی ہے اور ان لہروں کے سفر کے لیے میڈیم جیسے ہوا یا لوہا وغیرہ لازمی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلا میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمیوں کی آواز ایک دوسرے تک نہیں پہنچتی کیوں کہ وہاں ہوا مفقود ہوتی ہے۔ چناں چہ شاعر کہتا ہے کہ ہوا کے میڈیم کے سہارے پر بلبلوں کی یہ آواز گلوں کے کانوں کو سنائی دے رہی ہے کہ اٹھو چمن میں پھر بہار آنے کو ہے۔ بقول شاعر:

چمن میں چھیڑتی ہے کس مزے سے غنچۂ گل کو　　　مگر موجِ صبا کی پاک دامانی نہیں جاتی

مشقی سوالات

سوال 1 "برسات" کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نیچے دیے گئے ہر سوال کے درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں

(i) "نیلی فام" سے کیا مراد ہے؟

(الف) سرخ رنگ کی ✓ (ب) نیلے رنگ کی (ج) سفید (د) سیاہ

(ii) "افق" کسے کہتے ہیں؟

✓ (الف) اس جگہ کو جہاں زمین اور آسماں ملتے ہیں (ب) آسمان کو

(ج) آسمان پر پھیلنے والی سرخی کو (د) فضا کو

(iii) بقول شاعر ساری دنیا کیا ہے؟

(الف) ایک چمن (ب) ایک دریا ✓ (ج) ایک سمندر (ج) ایک ننھا سیارہ

سوال 2 مندرجہ ذیل الفاظ وتراکیب کی تشریح کیجیے۔

بحروبر	سمندر اور خشکی یعنی ساری زمین
مناظر سبزہ زار	سرسبز میدانوں اور وادیوں کے حسین مناظر
وادی وکوہسار	پہاڑی سلسلے اور پہاڑی میدان
نیلی فام	نیلا لباس اوڑھے ہوئے
چمن	باغ کا وہ حصہ جہاں پھولوں کی بہتات ہو

سوال 3 اس نظم میں ردیف کی نشاندہی کیجیے۔

جواب اس نظم میں "رہی ہیں" ردیف ہے۔

سوال 4 نظم کے پہلے دو اشعار کی تشریح کیجیے۔

جواب دیکھیے اشعار کی تشریح

سوال 5 جب کسی لفظ کو اس کے اصل معنی کی بجائے مجازی معنی میں اس طرح استعمال کیا جائے کہ اصل اور مجازی معنی میں تشبیہ کا تعلق ہو تو اُسے استعارہ کہتے ہیں۔ اس شعر میں استعارے کی نشاندہی کیجیے۔

یہ مینہ کے قطرے مچل رہے ہیں کہ ننھے سیارے ڈھل رہے ہیں
افق سے موتی ابل رہے ہیں کہ گھٹائیں موتی لٹا رہی ہیں

جواب سیارے اور موتی استعارہ ہیں۔

سوال 6 نظم "برسات" کا خلاصہ لکھیے۔

جواب دیکھیے نظم کا خلاصہ